اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَ حَمَلَھَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ۝ (الاحزاب:72)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ (صحیح بخاری ص ۱۹۱۹ ح ۴۷۳۹)

انسانیت کے لئے آب حیات:

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا "لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (ابراھیم:1) "تاکہ آپ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔قرآن مجید انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب، بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب، قعر مذلت میں پڑے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب اور اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملانے والی کتاب ہے۔قرآن مجید انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے ضابطہء حیات ہے بلکہ پوری انسانیت کیلئے آب حیات ہے۔یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔" تَبَرَّکْ بِالْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ کَلَامُ اللّٰہِ وَ خَرَجَ مِنْہُ" (کنزالعمال ص ۵۲۸ ح ۲۳۶۴) (قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس سے صادر ہوا ہے)۔

عبادت ہی عبادت:

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کا دیکھنا بھی عبادت ہے، اسکا چھونا بھی عبادت ہے، اسکا پڑھنا بھی عبادت ہے، اس کا پڑھانا بھی عبادت ہے، اس کا سننا بھی عبادت ہے، اس کا سنانا بھی عبادت ہے، اس کا سمجھنا بھی عبادت ہے، اس پر عمل کرنا بھی عبادت ہے اور اس کا حفظ کرنا بھی بہت بڑی عبادت ہے۔

رحمت الٰہی کی برسات:

آپ نے دنیا میں مقناطیس دیکھے ہوں گے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجید اللہ رب العزت کی رحمتوں کو کھینچنے کا مقناطیس ہے۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ (اور جب قرآن پڑھا جائے) فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا (اس کو توجہ کے ساتھ سنو اور خاموش رہو) لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:204) (تاکہ تم پر رحمتیں برسائی جائیں)۔ گویا جس محفل میں قرآن پڑھا جائے یا سنا جائے یا بیان کیا جائے اس محفل پر اللہ رب العزت کی رحمتیں برسا کرتی ہیں۔ گویا رحمت الٰہی کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔

دل کا برتن سیدھا کرلیں:

جب آپ اپنے دلوں کے برتن کو سیدھا کر کے بیٹھیں گے تب اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پائیں گے۔ بارش کتنی ہی موسلا دھار کیوں نہ ہو اگر کوئی برتن ہی الٹا پڑا ہو تو اس کے اندر ایک بوند بھی پانی نہیں آتا۔ یہ بارش کا قصور نہیں ہوتا بلکہ اس برتن کا قصور ہوتا ہے جس کا رخ الٹا ہوتا ہے۔ فرمایا

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی (اس قرآن میں نصیحت ہے اس کیلئے) لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ (جسکے اندر دل ہوتا ہے) اور جسکے اندر دل کی بجائے ''سل'' (پتھر) ہو، پھر کیا مزہ؟ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ (ہمہ تن

گوش ہو کر بیٹھے)" وَهُوَ شَهِيْدٌ (ق:37) "(اور حاضر باش ہو کر بیٹھے)۔ یوں طلبگار بن کر بیٹھے گا تو اللہ رب العزت کی رحمتوں سے اپنا دامن بھر جائے گا۔

قرآن مجید پڑھنے کی لذت:

دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس کے حافظ دنیا میں موجود ہوں۔ یہ فقط قرآن عظیم الشان ہی کا مقام ہے کہ اللہ رب العزت نے اس کا یاد کرنا اپنے بندوں کیلئے آسان فرما دیا ہے۔ سبحان اللہ، اس کتاب کو پڑھنے کی بھی عجیب لذت ہے کہ دنیا میں کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں ہے کہ جس کو پڑھنے والے ایسے مختلف انداز سے پڑھتے ہوں جس طرح کہ یہ کتاب پڑھی جاتی ہے۔ یہ پڑھنے والوں کا کمال نہیں ہے بلکہ یہ اس کتاب کا کمال ہے جو مختلف انداز میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے کبھی کسی روایت میں پڑھ رہے ہیں اور کبھی کسی روایت میں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ بندوں کا کمال ہو تو یہی قراء دنیا کی کسی دوسری کتاب کو پڑھ کر دکھا دیں۔ یہ اچھی آوازوں والے دنیا کی کسی دوسری کتاب کو اس طرح پڑھ کر دکھا دیں تو پھر جانیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کمال ان کا نہیں ہے بلکہ یہ کمال اس کمال والے کا ہے جس نے اپنی کتاب کا پڑھنا آسان فرما دیا ہے۔ سبحان اللہ

زندہ لوگوں کا شہر:

ایک وقت وہ بھی تھا جب اس قرآن کو تہجد کے وقت پڑھا جاتا تھا۔ مدینہ کی گلیوں میں سے اگر تہجد کے وقت کوئی آدمی چلتا تو ہر گھر سے تہجد میں قرآن پڑھنے کی یوں آواز آرہی ہوتی جیسا کہ شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز ہوتی ہے۔ وہ زندہ لوگوں کا شہر تھا۔

ضمیر کی لاش:

اور اگر رات کے آخری پہر میں ہم گلی کوچہ بازار سے گزریں تو یوں خاموشی ہوتی ہے جیسے انسانیت

اپنے کندھے پر اپنے ضمیر کی لاش کو لے کر دفنانے کیلئے جا رہی ہو۔ ساری قوم سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ رات دو بجے تک ادھر ادھر کے فضول کاموں میں مشغول رہیں گے اور جب مانگنے کا وقت آئے گا تو اس وقت گھوڑے بیچ کر سو جائیں گے۔

قرآن سننے کے لئے فرشتوں کا نزول:

ایک صحابیؓ اپنے گھر کے اندر تہجد میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ طبیعت ایسی مچل رہی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ ذرا جہر (اونچی آواز) سے پڑھیں مگر قریب ہی ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور چارپائی پر بچہ لیٹا ہوا تھا۔ محسوس کیا کہ جب اونچا پڑھتا ہوں تو گھوڑا بدکتا ہے۔ لہٰذا دل میں خوف پیدا ہوا کہ گھوڑا کہیں بچے کو نقصان نہ پہنچا دے۔ پھر آہستہ پڑھنا شروع کر دیتے۔ ساری رات یہی معاملہ ہوتا رہا۔ جب تہجد مکمل کی اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ ستاروں کی مانند روشنیاں ہیں جو ان کے سر کے اوپر آسمان کی طرف واپس جا رہی ہیں۔ یہ ان روشنیوں کو دیکھ کر حیران ہوئے۔

صبح ہوئی تو وہ صحابیؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں نے رات کو تہجد اس انداز سے پڑھی کہ بچے کے خوف کی وجہ سے آہستہ پڑھتا تھا اور جی چاہتا تھا کہ ذرا آواز کے ساتھ پڑھوں مگر دعا کے وقت میں نے کچھ روشنیاں آسمان کی طرف جاتے دیکھیں۔ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ رب کریم کے فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے کے لئے عرش رحمان سے نیچے اتر آئے تھے۔ اگر تم اونچی آواز سے قرآن پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

ابوبکرؓ و عمرؓ کا قرآن پڑھنا:

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ تہجد کا وقت تھا۔ ایک طرف دیکھا کہ حضرت ابوبکر

صدیق ؓ نوافل پڑھ رہے ہیں اور آہستہ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور دوسری طرف عمر ابن الخطاب ؓ ذرا جہر (اونچی آواز) سے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ تہجد میں دونوں طرح پڑھنے کی اجازت ہے۔ جب دونوں غلام پڑھ چکے تو حاضر خدمت ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، ابوبکر! تم آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اس ذات کو قرآن سنا رہا تھا جو سینوں کے بھید بھی جانتی ہے، مجھے بھلا اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر حضرت عمر ؓ سے پوچھا، عمر! تم اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا، شیطان کو بھگا رہا تھا۔ سبحان اللہ، قرآن پڑھا جاتا تھا اور شیطان ان جگہوں سے بھاگ جایا کرتا تھا۔ اللہ رب العزت کی رحمتیں ہوتی تھیں۔ آج بھی اگر کوئی انسان اس قرآن کو محبت سے پڑھے گا تو اللہ رب العزت کی رحمتیں اتریں گی اور اس کی برکت سے سینے روشن ہو جائیں گے۔ اسی لئے فرمایا "لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراھیم: 1) " کہ یہ قرآن انسانوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

خلوص ہو تو ایسا:

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابی ابن کعب ؓ قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرام ؓ میں استاد اور قاری کی حیثیت سے مشہور تھے۔ نبی اکرم ﷺ قریب سے گزرے اور کھڑے ہو گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لائے ہیں تو وہ بھی خاموش ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابن کعب ؓ! قرآن پڑھو۔ عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! یہ آپ پر نازل ہوا ہے، میں آپ کے سامنے کیسے پڑھوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ وہ بھی رمز شناس تھے۔ فوراً پہچان گئے کہ اوپر سے اشارہ ہوا ہے۔ چنانچہ پوچھا، اے

اللہ کے نبی ﷺ!" ءَ اَللّٰهُ سَمَّانِیْ لَكَ" (کیا اللہ رب العزت نے میرا نام لے کر کہا ہے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، " اَللّٰهُ سَمَّاكَ "(شرح النووی علی مسلم ص۸۵ ح۷۹۹) ہاں اللہ رب العزت نے تیرا نام لے کر کہا ہے کہ ابن کعب سے کہو کہ قرآن پڑھے، میرے محبوب! آپ بھی سنیں گے اور میں پروردگار بھی سنوں گا۔ سبحان اللہ، وہ کتنے خلوص کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوں گے کہ جن سے قرآن سننے کی فرمائشیں رب رحمان کی طرف سے آیا کرتی تھیں۔ اللہ اکبر۔

ایک عجیب شکوہ:

سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ نے ایک مرتبہ سردیوں کی لمبی رات میں تہجد کے وقت دو رکعت نفل کی نیت باندھی طبیعت میں کچھ ایسا جذب، سوز اور کیف تھا کہ جی چاہتا تھا کہ پڑھتی رہوں پڑھتی رہوں۔ ایک ایک آیت کو مزے لے لے کر پڑھتی رہیں۔ انہوں نے خوب قرآن پڑھا۔ سلام پھیرا تو کیا دیکھتی ہیں کہ صبح صادق قریب ہے۔ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور رونے بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں، اے اللہ! میں نے تو دو رکعت کی ہی نیت باندھی تھی تیری رات بھی کتنی چھوٹی ہے کہ دو رکعت میں تیری رات مکمل ہوگئی۔ انہیں راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا کیونکہ جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو ان کو قرآن پاک کی لذت آیا کرتی تھی۔

قرآن سے لگاؤ کا ایک عجیب واقعہ:

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ دو آدمی رات کو پہرہ دیں تا کہ بقیہ لوگ آرام کی نیند سو سکیں۔ دو صحابہ کرامؓ نے اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جاؤ اور دشمن کا خیال رکھو، ایسا نہ ہو کہ دشمن شب خون مارے اور لوگوں کو نقصان ہو۔ وہ دونوں صحابہؓ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر تو بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپس میں مشورہ کیا کہ اگر دونوں جاگتے رہے تو ممکن ہے کہ آخری پہر میں دونوں کو نیند آ جائے تو بہتر یہ ہے کہ ایک بندہ ابھی سو جائے اور دوسرا جاگتا رہے، بعد میں دوسرا جاگ جائے اور پہلا سو جائے۔ اس طرح فرض منصبی بھی پورا ہو جائے گا اور وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک سو گئے اور دوسرے جاگتے رہے۔ جو صحابیؓ جاگ رہے تھے انہوں نے سوچا کہ میں خاموشی سے فقط ادھر ادھر دیکھ رہا ہوں کتنا ہی اچھا ہو کہ میں دو رکعت ہی پڑھ لوں چنانچہ دو رکعت کی نیت باندھی اور سورۃ کہف پڑھنا شروع کر دی۔ سورۃ کہف پڑھنے میں کچھ ایسا مزہ آیا کہ پڑھتے ہی رہے۔ اسی اثناء میں دشمن ادھر کہیں آ نکلا۔ اس نے دیکھا کہ لشکر تو سویا ہوا ہے، قریب کوئی ایسا تو نہیں جو پہرے میں ہو۔ اس نے اوپر پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا تو ایک آدمی کھڑا نظر آیا۔ اس نے دور ہی سے ایک تیر مارا جو ان کے جسم پر لگا اور خون نکل آیا۔ مگر وہ سورۃ کہف پڑھتے رہے۔ دوسرا تیر مارا تو خون دوسری جگہ سے نکل آیا مگر پھر بھی قرآن پڑھتے رہے۔ اس طرح کئی تیر ان کے جسم میں لگے اور خون نکلتا رہا۔ خون نکلنے سے وضو کے ٹوٹنے کا مسئلہ اس وقت تک واضح نہیں ہوا تھا۔ وہ قرآن پڑھتے رہے پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ محسوس ہوا کہ جسم سے اتنا خون نکل چکا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر جاؤں، اگر گر گیا تو پھر میرے بھائی کو کون جگائے گا اور لشکر کی حفاظت کون کرے گا، یہ تو ذمہ داری میں کوتاہی ہو گی۔ لہٰذا جلدی سے سلام پھیرا اور بھائی کو جگا کر کہنے لگے کہ دشمن تیروں پر تیر

مارتا رہتا تو میں ان کو کھاتا رہتا مگر سورۃ کہف کو مکمل کئے بغیر میں کبھی سلام نہ پھیرتا، مجھے قرآن کے پڑھنے میں یوں مزہ آرہا تھا۔ سبحان اللہ

میرے دوستو! ہمارے اوپر مکھی آکر بیٹھتی ہے تو ہماری نماز کی کیفیت بدل جاتی ہے، ایک مچھر آکر ہماری نماز کے خشوع کو ختم کر دیتا ہے مگر ان لوگوں کو تیروں پر تیر لگتے تھے اور ان کی نمازوں میں خلل نہیں آتا تھا۔

تلاوت قرآن کے وقت صحابہؓ کی کیفیت:

آج ہم جس طرح آئس کریم کھاتے ہیں تو ہمیں ہر ہر چمچ کے کھانے پر مزہ آتا ہے بالکل اسی طرح اللہ والے جب قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان کو بھی ہر ہر آیت کے پڑھنے پر مزہ آتا ہے جب وہ قرآن سنتے ہیں تو ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ وہ قرآن سنتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں ہو جاتے تھے۔ يَقُوْلُوْنَ وہ کہا کرتے تھے، رَبَّنَآ اٰمَنَّا اے پروردگار! ہم ایمان لائے۔ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المآئدہ: 83) اے اللہ! ہمیں گواہی دینے والوں میں سے لکھ لے۔ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (المآئدہ: 84) "سبحان اللہ، جب وہ قرآن پڑھتے سنتے ہوئے یوں دعائیں مانگتے تھے تو رب کریم کی طرف سے فرمان آتا تھا فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا (المآئدہ: 85) وہ جو کچھ اللہ سے مانگتے تھے تو رب کریم ان کو وہ تمام کچھ عطا فرما دیتے تھے۔ سبحان اللہ

قرآن مجید سے عشق:

ہر دور اور ہر زمانے میں اس قرآن سے عشق کرنے والے گزرے ہیں۔ دنیا میں کوئی دوسری ایسی کتاب نہیں جس سے اس قدر محبت کی گئی ہو جتنی قرآن سے محبت کی گئی۔ اسے تنہائیوں میں پڑھا گیا، اسے محفلوں میں پڑھا گیا، اسے رات کے اندھیروں میں پڑھا گیا، اسے دن کے اجالے میں پڑھا گیا، اسے تحت اللفظ پڑھا گیا، اسے بلند آواز سے پڑھا گیا، اسے پڑھ کر رویا گیا، اسے سن کر رویا گیا، اس کے ایک ایک لفظ پر محنت کی گئی، ایک ایک لفظ کو حفظ کیا گیا، ایک ایک لفظ کے معنی کو سمجھا گیا۔ اس سے محبت کرنے والوں نے اپنی پوری پوری زندگی قرآن کی خدمت کرتے کرتے گزار دی اور بالآخر یہ کہتے گئے، اے اللہ! تو ہمیں اگر عمر نوح؈ عطا کر دیتا تو ہم پوری زندگی اس قرآن کو پڑھنے پڑھانے میں گزار دیتے۔ بھلا دنیا میں کوئی اور کتاب ہے جس سے انسان نے یوں محبت کی ہو۔ سبحان اللہ

قرآن مجید کا ایک عجیب معجزہ:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ایسا عظیم الشان کلام ہے جس کے معجزے ہر دور میں نظر آتے رہے۔ 1987ء کی بات ہے کہ اس عاجز کو امریکہ میں کچھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت مصر کے مشہور قاری عبدالباسط، جن کی کیسٹیں آپ اکثر سنتے رہتے ہیں، وہ بھی وہاں تشریف لائے۔ کچھ ایسا سلسلہ بنا کہ مختلف محفلوں میں وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور یہ عاجز کہیں اردو میں کہیں انگلش میں، جیسا مجمع ہوتا تھا اسی کے حساب سے کچھ باتیں عرض کر دیا کرتا تھا۔ اسی انداز سے مختلف جگہوں پر پروگرام ہوتے رہے۔ آپ کو پتہ ہی ہے کہ قاری عبدالباسط کتنا ڈوب کر قرآن پڑھتے تھے۔ اللہ کریم نے ان کو آواز بھی ایسی دی تھی کہ جو ان کی زبان سے قرآن سنتا تھا وہ عش عش کر اٹھتا تھا۔ ان کو اس عاجز سے اتنی محبت تھی کہ وہ میرا نام لے کر مجھ سے بات نہیں کرتے تھے، بلکہ جب بھی بات کرنی ہوتی تو وہ

مجھے "رَجُلٌ صَالِحٌ " کہہ کر بات کرتے تھے۔ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا، قاری صاحب! آپ اتنا مزے کا قرآن مجید پڑھتے ہیں، آپ نے بھی کبھی قرآن مجید کا معجزہ دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگے، قرآن کا ایک معجزہ؟ معلوم نہیں کہ میں نے قرآن مجید کے سینکڑوں معجزے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ انہوں نے کہا، کوئی ایک تو سنا دیجئے۔تو یہ واقعہ انہوں نے خود سنایا۔

قاری صاحب فرمانے لگے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب جمال عبدالناصر مصر کا صدر تھا۔ اس نے رشیا (روس) کا سرکاری دورہ کیا۔ وہاں پر کیمونسٹ حکومت تھی۔ اس وقت کیمونزم کا طوطی بولتا تھا۔ دنیا اس سرخ انقلاب سے گھبراتی تھی۔ دنیا میں اس کو ریچھ سمجھا جاتا تھا۔ آج تو اس سپر پاور کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کی برکت سے صفر پاور بنا دیا ہے،...... جمال عبدالناصر ماسکو پہنچا۔اس نے وہاں جا کر اپنے ملکی امور کے بارے میں کچھ ملاقاتیں کیں۔ ملاقاتوں کے بعد انہوں نے تھوڑا سا وقت تبادلہ خیالات کے لئے رکھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ آپس میں گپیں مارنے کے لئے بیٹھ گئے۔ جب آپس میں گپیں مارنے لگے تو ان کیمونسٹوں نے کہا، جمال عبدالناصر! تم کیا مسلمان بنے پھرتے ہو، تم ہماری سرخ کتاب کو سنبھالو، جو کیمونزم کا بنیادی ماخذ تھا، تم بھی کیمونسٹ بن جاؤ، ہم تمہارے ملک میں ٹیکنالوجی کو روشناس کرا دیں گے، تمہارے ملک میں سائنسی ترقی بہت زیادہ ہو جائے گی اور تم دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہو جاؤ گے، اسلام کو چھوڑ و اور کیمونزم اپنا لو۔ جمال عبدالناصر نے انہیں اس کا جواب دیا تو سہی مگر دل کو تسلی نہ ہوئی۔ اتنے میں وقت ختم ہو گیا اور واپس آ گیا۔مگر دل میں کسک باقی رہ گئی کہ نہیں مجھے اسلام کی حقانیت کو اور بھی زیادہ واضح کرنا چاہئے تھا، جتنا مجھ پر حق بنتا تھا میں اتنا نہیں کر سکا۔ دو سال کے بعد جمال عبدالناصر کو ایک مرتبہ پھر رشیا جانے کا موقعہ ملا۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے صدر کی طرف

سے لیٹر ملا کہ آپ نے تیاری کرنی ہے اور میرے ساتھ ماسکو جانا ہے۔ کہنے لگے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ قاری عبدالباسط کی تو ضرورت پڑے سعودی عرب میں، عرب امارات میں، پاکستان میں، جہاں مسلمان بستے ہیں۔ ماسکو اور رشیا جہاں خدا بے زار لوگ موجود ہیں، دین بے زار لوگ موجود ہیں وہاں قاری عبدالباسط کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ خیر تیاری کی اور میں صدر صاحب کے ہمراہ وہاں پہنچا۔

وہاں انہوں نے اپنی میٹنگ مکمل کی۔ اس کے بعد تھوڑا سا وقت تبادلہ خیالات کیلئے رکھا ہوا تھا۔ فرمانے لگے کہ اس مرتبہ جمال عبدالناصر نے ہمت سے کام لیا اور ان سے کہا کہ یہ میرے ساتھی ہیں جو آپ کے سامنے کچھ پڑھیں گے، آپ سنئے گا۔ وہ سمجھ نہ پائے کہ یہ کیا پڑھے گا۔ وہ پوچھنے لگے کہ یہ کیا پڑھے گا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ قرآن پڑھے گا۔ انہوں نے کہا، اچھا پڑھے۔ فرمانے لگے کہ مجھے اشارہ ملا اور میں نے پڑھنا شروع کیا۔ سورۃ طٰہٰ کا وہ رکوع پڑھنا شروع کر دیا جسے سن کر کسی دور میں حضرت عمر ابن الخطابؓ بھی ایمان لے آئے تھے۔ طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى (طٰہٰ:1-3) اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (طٰہٰ:14) "فرماتے ہیں کہ میں نے جب دو رکوع تلاوت کر کے آنکھ کھولی تو میں نے قرآن کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے کمیونسٹوں میں سے چار یا پانچ آدمی آنسوؤں سے رو رہے تھے۔ جمال عبدالناصر نے پوچھا، جناب! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے ہم تو کچھ نہیں سمجھے کہ آپ کے ساتھی نے کیا پڑھا ہے مگر پتہ نہیں کہ اس کلام میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہمارا دل موم ہو گیا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں، اور ہم کچھ بتا نہیں سکتے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا،...... سبحان اللہ، جو قرآن کو مانتے نہیں، قرآن کو جانتے نہیں اگر وہ بھی قرآن سنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں

میں بھی تاثیر پیدا کر دیا کرتے ہیں۔

ایک غیر مسلم پر سورۃ فاتحہ کا اثر:

امریکہ میں جب کوئی آدمی بہت زیادہ سکون محسوس کرتا ہے تو کہتا ہے "I am feeling natural high" کہ میں قدرتی طور پر بہت زیادہ سکون محسوس کر رہا ہوں۔ امریکہ کا ایک امیر آدمی تھا جسکی زندگی میں سکون نہیں تھا۔ اس وجہ سے اس کے سر میں درد اکثر رہتا تھا۔ ہمارے ایک دوست ''مسٹر احمد'' کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں وہاں گئے اور ایک مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ اس مکان کے قریب ہی وہاں کے مقامی لوگوں نے ایک مسجد بنائی ہوئی تھی۔ مسٹر احمد نے بھی وہاں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ تاہم اس امیر آدمی سے اسکی دوستی ہوگئی اسکا مکان بھی قریب ہی تھا ایک دفعہ مسٹر احمد نماز پڑھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو اس انگریز نے پیچھے سے آواز دے کر کہا، مسٹر احمد! مسٹر احمد! ادھر آئیں، میں آپ کو گانا سنانا چاہتا ہوں۔ مسٹر احمد نے کہا، میں گانا سننے سے نفرت کرتا ہوں اور اب میں نماز کے لئے جا رہا ہوں، میں نہیں آسکتا۔ اس نے اصرار کرتے ہوئے۔ پھر وہی بات دوہرائی۔ بالآخر وہ کہنے لگا، مسٹر احمد! میں آپ کو وہ گانا سنانا چاہتا ہوں جو آپ اس مینار سے روزانہ پانچ مرتبہ سنتے ہو۔

مسٹر احمد فرماتے ہیں کہ میں سمجھا کہ شاید اذان کی بات کر رہا ہے۔ چنانچہ میں اس کے پاس آ گیا۔ وہ مجھے اپنے گھر میں ایک تنہا کمرے میں لے گیا۔ اس نے اس کمرے میں ٹیبل پر ایک طبلہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے کمرہ بند کر دیا اور طبلہ بجانا شروع کر دیا۔ میں پریشان تھا کہ جماعت کا وقت نکل جائے گا۔ مگر اس نے تھوڑی دیر کے بعد طبلہ کی سُر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الفاتحہ: 1) پڑھنا شروع کر دیا

میں تو سمجھ گیا کہ حقیقت میں وہ کیا پڑھ رہا تھا۔اس نے گانے کی سُر بنا کر پوری سورۃ فاتحہ پڑھ دی میں نے بعد میں اس سے پوچھا کہ تو نے یہ گانا کس سے حاصل کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ ذہنی پریشانی رہتی تھی۔ مصر میں میرے ایک مسلمان دوست رہتے ہیں۔ میں نے ان سے اپنی ذہنی پریشانی بیان کی تو انہوں نے مجھے یہ گانا دیا اور کہا کہ جب تمہیں بہت زیادہ پریشانی ہو تو کسی تنہا کمرے میں بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، تمہیں سکون مل جایا کرے گا۔اس کے بعد جب بھی مجھے کوئی پریشانی ہوتی ہے تو میں اسی طرح یہاں بیٹھ کر یہ گانا گا لیتا ہوں تو مجھے بہت زیادہ سکون ملتا ہے۔اور پھر میں اپنے دوستوں کو بتاتا ہوں کہ "I am feeling natural high." کہ میں قدرتی طور پر بہت زیادہ سکون محسوس کر رہا ہوں۔

میرے دوستو! جو لوگ قرآن پاک کو جانتے نہیں، مانتے نہیں اگر وہ اس کتاب کو پڑھتے ہیں تو ان کو سکون ملتا ہے، اگر ہم اپنی زندگیوں میں قرآن پاک کے احکام کو لاگو کر لیں تو کیا ہماری پریشانیاں ختم نہیں ہوں گی۔

حضرت مرشد عالمؒ کا فرمان:

میرے پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے کہ دریاؤں کا راستہ کس نے بنایا؟ کوئی نہیں بناتا۔ دریا اپنا راستہ خود بنا لیا کرتے ہیں۔ یہ قرآن بھی رحمت کا وہ دریا ہے جو سینوں میں اپنے راستے خود بنا لیا کرتا ہے، سینوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔اسی لئے بعض کفار جب قرآن سنتے تھے تو فوراً اسلام قبول کر لیتے تھے۔

نسخہء کیمیا:

ہم سے پہلے والوں کو بھی اسی قرآن کی وجہ سے عزتیں نصیب ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ غار حرا سے یہی تو لے کر آئے تھے۔کسی کہنے والے نے کہا،

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا　　اور اک نسخہء کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی　　عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

وہ نسخہء کیمیا قرآن ہی تو تھا جس نے عرب کی زمین ہلا کر رکھ دی تھی۔

صحابہ کرامؓ کا قرآن پر عمل:

صحابہ کرامؓ اسی قرآن کو سینے سے لگا کر نکلے تھے اور جدھر بھی ان کے قدم پڑتے تھے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ یہ قرآن ہی کی برکت ہے کہ افریقہ کے جنگلوں میں رہنے والے درندوں نے صحابہ کرامؓ کے لئے جنگل خالی کر دیئے، یہ قرآن ہی کی برکت ہے کہ دشت وصحرا بھی صحابہ کرامؓ کے لئے ان کے مشن کی تکمیل میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ کہنے والے نے کہا،

بات کیا تھی کہ نہ قیصر و کسریٰ سے دبے　　چند وہ لوگ کہ اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکا　　بن گئے دنیا کی تقدیر بنانے والے

دنیا کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ وہ قرآن پڑھتے تھے تو اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ ادھر قرآن مکمل ہوتا تھا اور ادھر ان کا عمل قرآن کے مطابق ہو جایا کرتا تھا۔ وہ صرف حافظ قرآن نہ تھے، وہ صرف قاری قرآن نہ تھے بلکہ وہ عامل قرآن ہوا کرتے تھے، وہ ناشر قرآن ہوا کرتے تھے، وہ عاشق قرآن ہوا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی عزت افزائی:

صحابہ کرامؓ میں سے کتنے حضرات ایسے تھے جن کو قرآن کی وجہ سے اللہ نے وہ شرف عطا فرمایا جو ان کو پہلے حاصل نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک لشکر کے ساتھ کسی راستے میں جاتے ہوئے پہاڑی کے دامن میں رک گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ لوگوں کو پسینہ آچکا تھا اور سخت تنگی کے عالم میں

تھے ۔ چونکہ امیرالمومنین کھڑے تھے اس لئے ساری فوج بھی ساتھ ہی انتظار میں کھڑی تھی ۔ امیرالمومنین نیچے وادی کو دیکھ رہے تھے۔قریب والے آدمی نے پوچھا، امیرالمومنین! کیا ہوا کہ آپ یہاں کھڑے کچھ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی وجہ سے پورالشکر کھڑا ہے۔حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں اس وادی میں لڑکپن میں اسلام لانے سے پہلے اپنے اونٹ چرانے کے لئے آتا تھا لیکن مجھے اونٹ چرانے کا سلیقہ نہیں آتا تھا۔میرے اونٹ خالی پیٹ گھر جاتے تو میرا والد خطاب مجھے مارتا تھا، مجھے کوستا اور کہتا تھا، عمر! تو بھی کیا کامیاب زندگی گزارے گا، تجھے تو اونٹ چرانے کا سلیقہ نہیں آتا۔ میں اپنے اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب عمر کو اونٹ چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں جب قرآن اور اسلام کے صدقے اللہ نے عمر کو امیرالمومنین بنا دیا ہے۔سبحان اللہ،سبحان اللہ فرماتے تھے "اَعَزَّنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٰذَا الدِّيْنِ" (اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دین کی برکت سے عزتیں عطا فرمائیں)

محترم جماعت اس قرآن کو پڑھئے، اس کو یاد کیجئے اور اس کو زندگی میں لاگو کیجئے۔ اسے پڑھنا ایک کام ہے، پورا کام نہیں۔ اس پر عمل کرنے سے کام مکمل ہوتا ہے۔ہم نے عامل قرآن بھی بننا ہے، اس قرآن کے عاشق بن جائیے۔دعا کیا کیجئے کہ رب کریم! قرآن کو ہمارے سینوں کی بہار بنا دے۔

نسل در نسل قرآن کا فیض:

آج بھی دنیا میں قرآن کے عاشق موجود ہیں۔آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ لاہور میں ایک عالم دین سلسلہ عالیہ میں بیعت ہوئے۔فقیر نے ان کی مسجد میں درس قرآن دیا۔اس کے بعد انہوں نے ناشتہ کیلئے گھر دعوت دی۔ وہ کہنے لگے، کہ میرے والد بڑے ہی عاشق قرآن تھے۔ وہ ہر وقت قرآن پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے کہا، ذرا آپ ان کا کوئی واقعہ ہی سنا دیجئے۔تو انہوں نے اپنے والد کا واقعہ

سنایا۔ کہنے لگے کہ میرے والد محترم ایسے عاشق قرآن تھے کہ انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنالیا تھا۔ چلتے پھرتے قرآن پڑھتے تھے، بیٹھ کر بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔کوئی بات درمیان میں پوچھتا تو تلاوت مکمل کر کے جواب دیتے تھے پھر قرآن پڑھنے لگ جاتے۔

ایک مرتبہ کسی اللہ والے نے ان کو بتادیا کہ اگر آپ دوسال میں روزانہ ایک قرآن پاک کی تلاوت کریں تو قرآن پاک کا فیض آپ کی آنے والی نسلوں تک جاری ہوجائے گا۔ میرے والد صاحب کو یہ بات اچھی لگی اور انہوں نے کہا، اچھا میں اس کی کوشش کرتا ہوں۔ وہ فرمانے لگے کہ میرے والد صاحب کا معمول تھا کہ روزانہ ایک قرآن مجید کی تلاوت کرلیا کرتے تھے سردی بھی گرمی بھی، صحت بھی بیماری بھی، سفر بھی حضر بھی، رنج ومصیبت بھی خوشی بھی، معلوم نہیں کیا کیا کیفیتیں ہوتی تھیں مگر میرے والد صاحب نے پورے دوسال تک ایک قرآن پاک روزانہ مکمل کیا۔ فرمانے لگے کہ اس کا یہ اثر ہوا کہ میرے والد صاحب کے جتنے بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں سب کے سب قرآن کے حافظ ہوئے۔ اوران کے آگے جتنے بیٹے اور بیٹیاں آج دنیا میں موجود ہیں اوران کی عمر سات سال ہے یا زیادہ ہے وہ سب کے سب قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ سبحان اللہ

دیکھئے کہ عاشق قرآن کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کا فیض کیسے جاری فرمادیا۔

قرآن پاک کی شفاعت:

قرآن پاک قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قرآن کو ایک نوجوان کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ قرآن مجید اللہ رب العزت سے شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! جن لوگوں نے مجھے یاد کیا، جو تلاوت کرتے تھے، انہوں نے میرا حق ادا کردیا، وہ میرے مونس وغمگسار تھے، مجھ سے محبت کرنے والے تھے، میں ان کا مہمان تھا انہوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کردیا۔ اے اللہ! ان کو

جنت میں بھیج دے۔رب کریم قرآن مجید کی شفاعت قبول فرما کر ایسے لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت عطا فرما دیں گے۔

محترم جماعت! قرآن سے محبت کیجئے، قرآن کو حرز جان بنا لیجئے، ہر وقت اس کو پڑھتے رہیئے اور اس کے فیضان سے اپنے دلوں کو منور کرتے رہیئے۔زندگی میں بھی کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی اللہ رب العزت کامیابی سے ہمکنار فرما دیں گے۔

قرآن پڑھنے والے کی شان:

یاد رکھنا کہ جو بندہ عالم قرآن بنے گا یا حافظ قرآن بنے گا یا قاری بنے گا، رب کریم اس کے اخلاص کی وجہ سے اس کو دنیا میں بھی وقار عطا فرمائیں گے کہ دنیا اس کے قدموں میں آ کر بیٹھنا اپنے لئے سعادت سمجھے گی۔جو انسان اس کتاب کے ساتھ نتھی ہو کر اپنی نسبت کو پکا کر لیتا ہے وہ انسان بھی عزت والا بن جاتا ہے۔اسی لئے شاعر نے کہا:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

پھر انسان لگتا تو یوں ہے کہ قرآن پڑھنے والا قاری ہے لیکن جب اس پر عمل کر لیتا ہے تو یہ چلتے پھرتے قرآن کی مانند ہو جاتا ہے۔

مجسم شکل میں قرآن:

کسی نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کیا ہیں؟ فرمایا، "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ" کہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق تو قرآن کا نمونہ تھے۔اگر قرآن کو کوئی مجسم شکل میں دیکھنا

چاہتا ہے تو میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لے۔ آپ چلتے پھرتے قرآن کی مانند تھے۔ آج بھی جو انسان اس قرآن کی آیات کو اپنے اوپر لاگو کر لیتا ہے وہ چلتے پھرتے قرآن کی مانند بن جاتا ہے۔ جدھر قدم پڑتے ہیں ادھر ہی برکتیں ہوتی ہیں۔ جدھر اس کی نگاہ پڑتی ہے ادھر ہی رحمتیں ہوتی ہیں۔

سورۃ بقرہ کی اڑھائی سال میں تعلیم:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سورۃ بقرہ کو اڑھائی سال میں مکمل کیا۔ ان کی مادری زبان تو عربی تھی، ان کو پڑھنے میں پھر کیا دقت تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ قرآن کی آیت پڑھتے تھے تو اس پر عمل کرتے تھے، ادھر قرآن مکمل ہوتا تھا اور ادھر ان کا عمل قرآن کے مطابق ہو جاتا تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ کے عمل بالقرآن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "كَانَ وِقَّافًا عِنْدَ حُدُودِ اللّٰهِ" وہ اللہ کے احکام سن کر اپنی گردن جھکا دیا کرتے تھے۔

سیدنا حسینؓ کا سبق آموز واقعہ:

سیدنا حسینؓ ایک مرتبہ گھر میں تشریف فرما تھے۔ ایک مہمان آیا۔ آپ نے اسے بٹھا کر باندی سے فرمایا، جاؤ اس مہمان کے لئے کچھ لے کر آؤ۔ گھر کے اندر کچھ شوربہ تھا۔ اس باندی نے وہی شوربہ گرم کیا پیالے میں ڈال کر لانے لگی۔ جب دروازے میں سے داخل ہونے لگی تو اس وقت بے توجہی کی وجہ سے اس کا پاؤں اٹکا اور وہ شوربہ نیچے گرا۔ اس کے کچھ قطرے آپ کے جسم مبارک پر بھی گرے۔ چونکہ شوربہ گرم تھا اور گرم شوربہ اگر جسم پر پڑے تو جسم جلتا ہے، آپ کو تکلیف ہوئی اس لئے سیدنا حسینؓ نے اس باندی کی طرف غصے کے ساتھ دیکھا۔ وہ باندی پہچان گئی کہ آپ کو بہت غصہ آیا۔ مگر وہ آپ کی زندگی کے اصول و ضوابط کو جانتی تھی۔ جب آپ نے غصہ اور جلال سے اس کی طرف دیکھا تو وہ فوراً

کہنے لگی وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ قرآن کی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ مومنین کی صفات گنواتے ہیں کہ وہ تو غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں۔ آپ نے فوراً کہا کہ میں نے اپنے غصے کو پی لیا ہے۔ وہ کہنے لگی وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ انسانوں کو معاف کرنے دینے والے۔ آپ نے فرمایا، جا میں نے تیری غلطی کو معاف کر دیا۔ کہنے لگی وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (ال عمرن: 134) اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتے ہیں۔ آپ فرمانے لگے، جا میں نے تجھے اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا۔

سبحان اللہ، اسی لمحے اس کو غصے سے دیکھ رہے تھے اور اسی لمحے اس کو اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا۔ وہ قرآن سنتے چلے جاتے تھے اور زندگیوں کو بدلتے چلے جاتے تھے۔

قرآن مجید سے ہمارا سلوک:

جب ہماری زندگی میں قرآن مجید کے ساتھ ایسا عملی تعلق پیدا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عزتیں عطا فرمائیں گے۔ عزیز طلباء! آپ تو اپنی زندگیاں قرآن کے لئے وقف کر چکے ہیں، عوام الناس کی حالت جا کر دیکھو رونا آتا ہے۔ گھروں کے اندر قرآن کو ریشمی غلافوں میں رکھ دیتے ہیں مگر ان کو پڑھنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ آج کل گھروں کے اندر ٹی وی روزانہ آن کیا جاتا ہے، ڈرامے روزانہ دیکھے جاتے ہیں، روزانہ گھنٹوں پروگرام دیکھے جاتے ہیں، اخبار روزانہ پڑھا جاتا ہے، ڈائجسٹ روزانہ پڑھا جاتا ہے مگر ان گھروں میں مہینوں گزر جاتے ہیں کہ کوئی بندہ بھی اللہ کا قرآن کھولنے والا نہیں ہوتا۔ سارے کے سارے قرآن سے غافل بن کر زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو قرآن کب یاد آتا ہے؟ جب بہو بیٹی کو جہیز میں دینا ہو یا پھر اس وقت یاد آتا ہے جب قسم کھا کر کسی کو یقین دہانی کروانا ہو، آگے پیچھے یاد نہیں آتا۔

اے کاش! یہ قرآن ہمیں زندگی میں یاد آتا، ہمیں اپنے بزنس کے وقت یاد آتا، دفتر کی کرسی پر یاد آتا، ہمیں قلم سے دستخط کرتے ہوئے یاد آتا، میاں بیوی کے معاملات میں قرآن یاد آتا۔

غلبہ کیسے ممکن ہے؟

جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت دشمن ایک دوسرے کو بیٹھ کر تلقین کرتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس وقت تم شور غل مچایا کرو "لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حٰمٓ السجدہ: 26) (تاکہ تم غالب آجاؤ) مگر قرآن نے بتا دیا کہ غلبہ اس طرح نہیں ملتا۔ غالب ہونے کیلئے تو قرآن کو بھیجا گیا۔ جو لوگ اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے رب کریم انہیں دنیا میں بھی غلبہ عطا فرمائیں گے اور آخرت کی عزتیں بھی عطا فرمائیں گے۔ کیونکہ یہ کتاب صداقتوں کا مجموعہ، حقیقتوں کا خزانہ اور سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ جسے Ultimate realities of universe یعنی کائنات کی صداقتیں کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو جو غلبہ ملا اسی قرآن کے صدقے ملا۔ ورنہ ابتداء میں تو وہ وقت تھا جب کفار کثرت میں تھے اور صحابہ کرامؓ بہت تھوڑے تھے، اس وقت کنڈی لگا کر ایک دوسرے کو کلمے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ رب کریم اپنا احسان جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں وَاذْكُرُوْٓا تم یاد کرو اس وقت کو اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ جب تم تھوڑے تھے مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ زمین میں کمزور تھے تَخَافُوْنَ تم ڈرتے رہتے تھے اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ کہ کہیں لوگ اچک نہ لیں فَاٰوٰىكُمْ اس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور خدا نے تمہیں پاکیزہ رزق دیا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الانفال: 26) تاکہ تم اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتے رہو۔

اعلان خداوندی:

کفار تو چاہتے تھے کہ کسی طرح اس پودے کو کاٹ کے رکھ دیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ وہ ذات جس نے اپنے رسول کو نور ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ تاکہ یہ دین دنیا کے تمام ادیان پر غالب آجائے۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(الصف:9) خواہ یہ بات مشرکوں کو اچھی نہ لگے، وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف:8) خواہ کافروں کو یہ بات اچھی نہ لگے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرما رہے ہیں کہ تم نے کفار سے نہیں ڈرنا۔ اللہ تعالیٰ کفار کے مذموم عزائم سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں، یُرِیْدُوْنَ وہ یہ ارادہ کرتے ہیں لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ اللہ نے اس نور کو کامل کرنا ہے وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ(الصف:8) اگرچہ کافروں کو یہ بات اچھی نہ لگے۔ سبحان اللہ، جس نور کو اللہ تعالیٰ روشن فرمائیں دنیا اس کو اپنی پھونکوں سے کیسے بجھا سکتی ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

کفار کی لاحاصل تدبیریں:

کفار نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بڑی تدبیریں کیں کہ نبی اکرم ﷺ کو شہید کر دیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (الانفال:30) اے محبوب! جب آپ ﷺ کے ساتھ کفار نے مکر کیا کہ ہر قبیلے کا ایک آدمی آجائے، رات کو گھیرا کر لیں گے، صبح جب نماز کیلئے جائیں گے تو ہم ان کو شہید کر دیں گے۔ کفار کی تدبیر بھی کوئی معمولی باتیں نہیں ہوتی تھیں، وہ بڑے

ذہین لوگ تھے، بیٹھ کر پکی منصوبہ بندی کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ (ابرھیم:46) وہ ایسی تدبیریں کرتے تھے کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔ مگر فرمایا وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ (فاطر:10) اللہ تعالیٰ ان کی تدبیروں کو ضائع کر دیا کرتے تھے۔ اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دیتے ہیں۔فرمایا قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میرے محبوب! انہوں نے آپ سے پہلے والوں کے ساتھ بھی تدبیریں کیں فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی دیواروں کو بنیادوں سے ہی اکھاڑ پھینکا فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ ان کی چھتیں ان پر آ گریں وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ ان پر ایسا عذاب آیا مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (النحل:26) جس کا وہ شعور بھی نہیں رکھتے تھے۔اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جب آپ کے ساتھ ان کافروں نے تدبیر کی لِيُثْبِتُوْكَ کہ آپ کو جس بیجا میں رکھیں اَوْ يَقْتُلُوْكَ یا آپ کو شہید کریں اَوْ يُخْرِجُوْكَ یا آپ کو دیس نکالا دے دیں وَيَمْكُرُوْنَ انہوں نے بھی تدبیریں کیں وَيَمْكُرُ اللّٰهُ اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (الانفال:30) اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کفار سے کیسے بچالیا

میرے دوستو! ہم قرآن کو سینے سے لگائیں گے، کافر اگر پھر بھی ہمارے خلاف تدبیریں کریں گے تو پروردگار انکی تدبیروں کو ضائع کر دیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَهِنُوْا تم سست نہ بنو وَلَا تَحْزَنُوْا اور تم اپنے اندر غم بھی پیدا نہ کرو۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (ال عمرن:139) تم ہی اعلیٰ و بالا ہو گے اگر تم ایمان والے ہو گے۔

مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ ہے قرآن میں
تو مومن ہے اور غالب نہیں تو نقص ہے ترے ایمان میں

یہ ہمارے ایمان کا نقص ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہم دنیا میں مغلوب ہو کر زندگی گزارتے ہیں ورنہ رب کریم تو ہمیں غلبہ عطا کرنا چاہتے ہیں۔

کفار کی مایوسی:

جس دن قرآن کی آخری آیتیں اتریں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المآئدہ: 3) اسی دن قرآن کی یہ آیتیں بھی اتریں اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ (المآئدہ: 3) آج کے دن یہ کفار تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ یہ مسلمان تو لوہے کے چنے ہیں انہیں چبانا کوئی آسان کام نہیں ہے،ان کی امیدیں ٹوٹ چکی ہیں، وہ تم سے مایوس ہو چکے ہیں، آگے فرمایا فَلَا تَخْشَوْھُمْ تم نے ان سے نہیں ڈرنا وَاخْشَوْنِ (المآئدہ: 3) ایک مجھ سے ڈرتے رہنا۔اور جب تک ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں گے رب کریم ہماری مدد فرماتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد:

یاد رکھیں کہ جس پلڑے میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وزن آجاتا ہے وہ پلڑا ساری کائنات سے زیادہ بھاری ہو جاتا ہے۔رب کریم فرماتے ہیں کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ کتنی بار ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی جماعت" غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰہِ ایک بڑی جماعت پر غالب آ گئی،اللہ کے حکم سے

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ: 249) اللہ تعالیٰ تو صبر وضبط والوں کے ساتھ ہے۔ اگر اس کا مفہوم بیان کیا جائے تو یوں بنے گا کہ کتنی بار ایسا ہوا کہ اللہ نے چڑیوں سے باز مروا دیئے۔ لہٰذا اگر ہم کفار کو اس وقت قوی اور کثیر دیکھتے ہیں تو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن کو سینوں سے لگا لیجئے، قرآن کے مطابق زندگی کو ڈھال لیجئے، رب کریم بدر والی مدد عطا فرما دیں گے۔ رب کریم نے فرمایا

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ (التوبہ: 25) وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (ال عمرن: 123) اور اللہ تعالیٰ ہماری مدد و نصرت کا وعدہ فرما رہے ہیں، مزید فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا اپنے رسولوں کی مدد ہمارے ذمے ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان والوں کی بھی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اس دنیا کی زندگی میں بھی "وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (المؤمن: 51) اور اس دن بھی جس دن گواہیاں قائم ہوں گی۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی مدد اپنے ذمے لے رہے ہیں تو ہمیں پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

اتنی بڑی گارنٹی............!!!

عزیز طلباء! ہم اپنے دشمنوں کو نہیں پہچانتے۔ رب کریم فرماتے ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ (النسآء: 45) "اے ایمان والو! تم اپنے دشمنوں کو نہیں جانتے، تمہاری صفوں میں منافق بھی ہوں گے، تمہاری صفوں میں بھیس بدل کر آنے والے جاسوس بھی ہونگے۔ تمہیں کیا معلوم کہ جس سے تم بات کر رہے ہو وہ تمہارا دوست ہے یا دشمن۔ مگر تمہارا رب جانتا ہے۔ وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ جب ہمارا پروردگار ہمارے دشمنوں کو جانتا ہے تو یاد رکھنا وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (النسآء: 141) کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کافروں کو ایمان والوں تک آنے کا راستہ نہیں

دے گا۔ سبحان اللہ، رب کریم نے کتنی بڑی گارنٹی دے دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے راستے میں رکاوٹ بن جائے گا۔ جیسے ہم ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ارے! تم میرے دوست تک جاؤ گے تو میری لاش سے گزر کر جاؤ گے، بالکل یہی مضمون رب کائنات بیان فرما رہے ہیں کہ اے مومنو! جو تم تک آئے گا وہ پہلے مجھ سے نمٹے گا پھر تم تک آئے گا، اور جو مجھ سے ٹکراتا ہے میں اسے پاش پاش کر دیتا ہوں، میں اسے تگنی کا ناچ نچا دوں گا، میں اسے نیست و نابود کر دوں گا۔

جنگ خندق میں نصرت خداوندی:

جنگ خندق میں جب مکہ سے لے کر مدینہ تک کے راستے کے جتنے کفار تھے سارے کے سارے مل کر آ گئے تھے، اس وقت مسلمان تھوڑے تھے اور کافر بہت زیادہ تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم تو مسلمانوں کو ختم کر کے رکھ دیں گے۔ ایک مہینہ تک محاصرہ قائم رہا مگر ان کے پلے کچھ نہ آیا۔ پروردگار عالم فرماتے ہیں وَرَدَّاللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غیض (غصہ) کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا (الاحزاب:25) ان کے پلے کوئی خیر نہ آئی۔ حقیقت یہ تھی ہمارے سلف صالحین صحابہ کرامؓ کا یہ تقویٰ اور پرہیز گاری تھی جس کی وجہ سے ان پر کفار غالب نہ آ سکے۔

ظاہر و باطن کو نکھارنے کا نسخہ:

عاجز کے پیر و مرشد عجیب بات ارشاد فرماتے تھے کہ تیرے ہاتھ میں ہو قرآن تو دنیا میں رہے پریشان...... تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے ناکام...... تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں رہے غلام...... غلامی نفس کی ہو، شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو...... ناں ناں ناں...... ہمیں کہتا ہے یہ قرآن...... اے میرے ماننے والے مسلمان...... اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ (العلق:3) تو پڑھ قرآن

تیرا رب کرے گا تیرا اکرام...... تیرا رب تجھے عزت و وقار دے گا، تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا۔ مگر ہماری حالت اس قدر قابل رحم ہو چکی ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ قیامت کے دن کہیں گے يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان:30) اے میرے پروردگار! میری قوم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ لہٰذا آج سے ہی قرآن سے محبت کر لیجئے۔ اس سے اپنے روحانی امراض کو ٹھیک کر لیجئے۔

نسخہء شفاء:

غور تو کیجئے کہ نسخہء شفا بھی ہمارے ہاتھ میں ہے اور ہمارے ہی سینے میں بیماریاں موجود ہیں۔ کچھ کینہ کی، بغض کی، حسد کی، کبر کی۔ جب قرآن سینوں میں آجائے گا تو یہ ساری کی ساری روحانی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ نسخہ بھی ہمارے ہاتھ میں ہے اور مرتے بھی ہم ہی ہیں۔ کیا آج کے مسلمان کو کوئی سمجھانے والا نہیں کہ تم اس نسخے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے۔ ارے یہ نسخہء شفاء ہے جو اللہ نے تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ آیئے قرآن سے پوچھیں کہ تم کیسے شفاء دیتے ہو؟ قرآن بتائے گا

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (یونس:57) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لا وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (بنیٓ اسرآئیل:82) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ○ (حٰمٓ السجدہ:44)

یہ نسخہء شفاء ہے جو سینوں کو دھو دیا کرتا ہے۔ مگر اس صابن کو استعمال تو کرو یہ میل اتر جائے گی، یہ سینے دھل جائیں گے۔ مگر دل کو اجلا بنانے کیلئے قرآن کو زبان سے نیچے اتارنا ہو گا، فقط زبان تک نہ رکھنا

اسے دل تک اتار لینا، یہ دل تک اتر گیا تو پھر دل کو نورانی بنا دے گا۔

رب کریم! ہمیں قرآن پاک کا حافظ بنا دے، عالم بنا دے، ناشر بنا دے، عاشق بنا دے، قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار بنا دے۔ (آمین ثم آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن o